ALBAHIS: RESEARCH JOURNAL OF ISLAMIC STUDIES SCIENCES

الباحث: ریسرچ جرنل آف اسلامک اسٹڈیز سائنسز

فقہائے کرام کا فقہی اختلاف اور فرقہ واریت ایک تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Jurisprudential Differences and Sectarianism

1- **Abdul Rahman**	2- **Dr.Fareeda yousuf**
Ph.D Research Scholar, Islamiat Department Baha ud Deen Zakaria University of Punjab, Multan	Associate Professor Islamiat Department Baha ud Deen Zakaria University of Punjab, Multan
Email:abdulrahman6060@gmail.com	Email:faridayousuf@gmail.com

To cite this article:

Abdul Rahman, Dr.Farida Yousuf , Jan-june(2020). urdu

فقہائے کرام کا فقہی اختلاف اور فرقہ واریت ایک تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Jurisprudential Differences and Sectarianism

Albahis: Journal of Islamic Sciences Research, *1*(2), 1–13. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

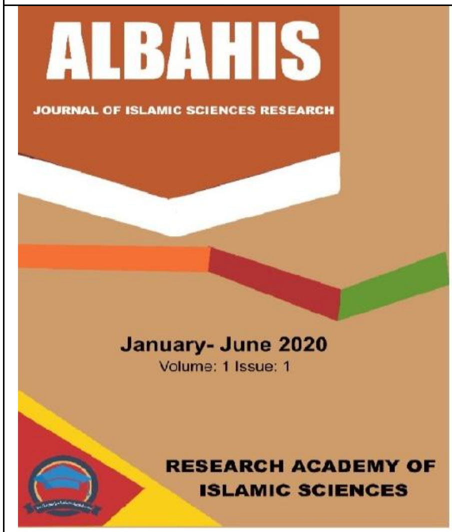

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

فقہائے کرام کا فقہی اختلاف اور فرقہ واریت ایک تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Jurisprudential Differences and Sectarianism

عبدالرحمٰن

ڈاکٹر فریدہ یوسف

Abstract

Islam is a complete code of conduct and the solution to all the problems of human life. The work has been going on and besides them the people of truth have also been performing this duty. Now that the chapter of Prophet hood has been closed, this important responsibility has been placed on the Muslim Ummah . And the divine law is that the condition of nations does not change if you don't be prepared to change your own situation .Extremism and sectarianism have done great harm to the Muslim Ummah. It is the responsibility of sincere people to play their role in preventing extremism and sectarianism because we cannot deny extremism and sectarianism, but we must face it and find a solution. We should work with reason and high ideology in the society. There is an urgent need to invite religious people on the basis of peace and security .The end of extremism and sectarianism is possible only by turning to the Qur'an and Sunnah and adopting the Salaf method. In this process, we must have kept in mind the principles of the spirit of the people of Madinah , the circumstances and needs change in every age. In present era we as a Muslim Ummah should be united, not to be divided. Despite the differences - We also have to follow our Holy prophet ﷺ ,Sahabas (R.A),Imams and avoid sectarianism and discord.

Key Words: Sects, Islam, Christianity, Hanfi, Shafii, Maliki, Hanbli, Ahle Sunnat , Shia.

کلیدی الفاظ: فرقے، اسلام، عیسائیت، حنفی، شافی، مالکی، حنبلی، اہل سنت، شیعہ

تعارف

آج مسلمان جن مشکلات کا شکار ہیں ان میں سب سے اہم فرقہ واریت ہے۔ یہ تفرقہ اور فرقہ واریت امت مسلمہ کو نسبی، نسلی، لسانی اور مذہبی لحاظ سے کمزور کرتا جا رہا ہے۔ آج المیہ یہ ہے کہ ایک طرف تو خانہ جنگی کے ذریعے امت کو کمزور بنایا جا رہا ہے دوسری طرف مسلمانوں کے قلوب سے جذبہ ایمان کو ختم کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ دورِ جدید میں سیکولر ذہن رکھنے والے افراد عوام میں دین کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کا مسلکی اختلاف بھی ان کے درمیان دوریوں کا سبب بن رہا ہے۔ مسلمانوں کے آپس میں مختلف مسالک، مکاتب فکر اور فرقوں کے درمیان اختلاف ایک فطری عمل ہے، مگر اختلاف کو فرقہ واریت کا ذریعہ نہ بنایا جائے بلکہ اختلاف کو رحمت سمجھا جائے تو بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں، ہم اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور امن سے رہ سکتے ہیں۔ ماضی میں اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں جن کو اپنا کر ہم معاشرے کو امن کا گہوارہ بنا سکتے ہیں۔ مذہبی اختلافات ایک ناقابل تردید اور ناقابل تبدیل حقیقت ہے۔ قرآن نے اعتقادی اختلافات کے باب میں حق و باطل کو آخری درجے میں واضح کرنے کے بعد بھی مخالف مذہبی گروہوں کے خیالات زبردستی تبدیل کرنے کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ اختلاف ایسے ہی برقرار رہیں گے اور ان کا فیصلہ قیامت کے روز خدا کی بارگاہ میں ہی ہو گا۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

فرقہ واریت اور مسلکی تصادم کی تاریخ کے مطالعہ سے واضح ہے کہ اسلام کے ابتدائی ادوار سے عصر حاضر تک مسلمانوں میں اختلافات موجود رہے ہیں۔ اختلاف و افتراق کی مذمت کے باوجود امتِ مسلمہ میں اختلاف و افتراق موجود رہا ہے اور معاشرے پر اس کے مضر اثرات بھی نمایاں ہیں جس سے امت کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ موضوع ہذا پر تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی اسی قدر قدیم ہے جس قدر اختلاف و افتراق کی تاریخ ہے۔ اس موضوع سے متعلق کتب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نوعیت کی کتب میں اختلاف و افتراق کی مذمت اور اتحاد و اجتماع امت کی ترغیب و فضائل پر مشتمل ہیں۔ ذیل میں اختلاف و افتراق کے ساتھ ساتھ اتحاد امت و اجتماع کے موضوع پر لکھی گئی کتب، مقالات اور مضامین شامل ہیں جن کی تفصیل ذکر کی جا رہی ہے:

برصغیر کے اہل سنت والجماعت مکاتب فکر میں نوعیت اختلاف محرکات واثرات کے عنوان کے تحت ایک تحقیقی مقالہ حافظ محمد بلال نے ادارہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور ۲۰۰۸ء ایم فل کی ڈگری کے حصول کے لیے پیش کیا۔ اسی طرح کاشف ندیم

نے اپنا مقالہ بعنوان: ''برصغیر کے مسلمانوں کے باہمی مذہبی اختلافات کا سیرت النبی کی روشنی میں جائزہ اوران کا حل''، شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ۲۰۱۵ء میں ایم فل کی ڈگری کے حصول کے لیے پیش کیا۔اسی طرح مرزا بہشت بیگ نے مقالہ بعنوان: ''برصغیر میں مسالک اربعہ کے عقائد میں اتفاق کی صورتیں'' کے تحت شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف گجرات سے ۲۰۱۴ء میں ایم فل کی ڈگری کے حصول کے پیش کیا۔مفتی محمد شفیع صاحب نے ایک کتاب بعنوان''وحدت امت'' تحریر کی۔ڈاکٹر طاہر القادری نے''فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے'' کے عنوان کے تحت کتاب شائع کی۔مفتی محمد رفیع عثمانی نے''اختلاف رحمت ہے فرقہ بندی حرام ہے'' کے عنوان کے تحت کتاب تحریر کی۔ہمایوں عباس شمس نے ''مذہبی انتہاء پسندی اوراس کا تدارک تعلیمات نبوی کی روشنی میں ایک کتاب تصنیف کی۔پروفیسر عبدالخالق سہریانی نے''فرقہ واریت اورانتہائی پسندی کے رجحانات'' کے تحت ایک کتاب تحریر کی۔

موضوع تحقیق کی اہمیت

اتحاد واتفاق اور تالیف قلب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جیسا کہ آپس کا انتشار اور اختلاف تفرقہ اللہ کے عذابوں میں سے بڑے درجہ کا عذاب ہے اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر انعامات اور احسانات کا تذکرہ کیا کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن اور آپس میں لڑنے مرنے پر آمادہ تھے اللہ نے محض اپنے فضل سے تم میں اتحاد اور اتفاق پیدا کر دیا۔باہم متحد لوگوں کا آپس میں مختلف اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کو اللہ نے عذاب بیان فرمایا۔بسا اوقات ایک معمولی سا اختلاف، اگر اس کو ختم نہ کیا جائے تو دو خاندانوں کے درمیان اختلاف اور بگاڑ کا ذریعہ بنتا ہے اور نسل در نسل سلسلہ چلتا ہے۔

اختلاف کی کی بناء پر بسا اوقات حکومتیں مٹ جاتی ہیں خاندان تباہ اور نسلیں ختم ہو جاتی ہیں۔آپس کی قوت ختم ہو جاتی ہے ۔اسلام دشمن طاقتوں کے حوصلے بلند ہونے لگتے ہیں۔ایک دوسرے سے خوف اور بے اطمینانی کا ماحول پیدا ہو کر ہر ایک پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے اور دشمن کے مقابلے میں جو زور ہوتا ہے وہ آپس کے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہو جاتا ہے۔اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ نے امت میں اتحاد قائم کرنے اور قائم رکھنے کا بڑا اہتمام فرمایا اور ہمیشہ اپنی امت کو اختلاف سے بچنے کی تاکید فرمائی دعا مانگی کہ یا اللہ میری امت پر ایسے ظالم حکمران مسلط نہ کیجئے جو پوری امت کا صفایا کر دیں یہ دونوں دعائیں آپ کی قبول ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ میری امت میں اختلاف نہ ہو میری امت باہم لڑائی جھگڑا نہ کرے جو کہ اللہ تعالی کو معلوم تھا کہ قیامت تک رہے گی اس لیے اللہ تعالی اس دعا کو قبول نہیں فرمایا۔یہ دعا تو قبول نہ کی لیکن تشریح طور پر امت کو ایسی ہدایت اور ایسی قیمتی نسخے عطا فرمائے اگر مت ان کو اختیار کرے تو آپس کا کینہ، بغض وحسد ختم ہو سکتا ہے اب امت فائدہ نہ اٹھایا تو اس کا قصور ہے۔امت پر یہ لازم آتا ہے کہ اختلاف کو ختم کر کے اتفاق قائم کرے اور اس کو برقرار رکھنے کی کوشش کرے۔ باہم تکرار کی نوبت بھی آتی ہے لیکن اللہ کے رسول کا فرمان ہے کہ ایک آدمی تین دن سے زیادہ سلام، کلام بند نہ کریں اور اپنے اللہ کے زیادہ قریب وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

طریقہ تحقیق

Research Methodology

مقالہ ہذا میں طریقہ تحقیق بیانیہ اور تجزیاتی ہے۔ موضوع سے متعلق بنیادی کتب سے ہی استفادہ کیا گیا ہے۔ کتب حدیث میں صحاح ستہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ نیز لائبریری اور جدید ذرائع ابلاغ (انٹرنیٹ)، کتبِ احادیث، کتب سیرت، لغات و معاجم، دائرۃ المعارف، انسائیکلوپیڈیا اور آن لائن لائبریریز و سافٹ وئیرز سے بھی استفادہ کیا گیا ہے

۔قرآن، حدیث، فرقہ واریت، سیرت اور رواداری پر لکھی گئی تصانیف اور اخبارات اور رسائل سے استفادہ کیا گیا ہے۔

فقہا کرام کا فقہی اختلاف

امت کے اہل علم کے ہاں اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ تمام فقہی مذاہب امت کے ہاں معتبر رہے ہیں۔ فقہی اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کا احترام کیا جاتا تھا اور ان کی بات اور رائے کو بھی تسلیم کیا جاتا تھا۔ گویا رائے کا اختلاف ہر دور میں رہا مگر یہ امت میں تفرقہ کا باعث نہیں بنا۔ فقہا امت میں ہونے والا یہ اختلاف اجتہادی مسائل میں نصوص کے فہم کے اعتبار سے سامنے آتا ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ ایسا اختلاف مذموم نہیں بلکہ محمود سمجھا جاتا ہے۔

عہد صحابہ میں فقہی اختلاف کی مثالیں:

عہد صحابہ میں فقہی اختلاف کی چند مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں

رسول اکرم ﷺ کی وفات کے موقع پر اختلاف:

صحابہ کرام میں سب سے پہلا اختلاف رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بارے میں رونما ہوا ([1]). سیدنا عمر فاروق بن خطاب ؓ کا مئوقف یہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات نہیں ہوئی، لیکن جب ابو بکر صدیق ؓ اس وقت تشریف لائے اور انہوں نے اس صورتحال کا جائزہ لیا اور قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی. وَما مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ ماتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلى أَعْقابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئاً وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ة([2]). اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں، تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں پر تو ہر گز اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا، عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو نیک بدلہ دے گا۔

یہ بات سننے کے بعد حضرت عمر فاروق ؓ کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور انہیں یقین ہو گیا کہ وحی کا سلسلہ بند ہو چکا ہے اور رسول اکرم ﷺ وفات پا چکے ہیں، حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے اس قسم کی آیت پہلے نہ پڑھی تھی۔

حضرت عمر ؓ نے رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بارے میں جو نقطہ نظر اختیار کیا تھا اس کی وضاحت بھی خود کر دی۔

[1] ابن کثیر ،البدایہ والنہایہ،(بیروت،دار الکتب العلمیہ،1985)ص213،212
[2] ال عمران ،144

اسی طرح ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ کہ عمر بن خطابؓ نے اپنے دور خلافت میں اپنے اس موقف کے بارے میں مجھ سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس کی وجہ کیا تھی ؟ابن عباس کہتے ہیں میں نے کہا ہے اے امیر المومنین مجھے نہیں معلوم آپ زیادہ جانتے ہیں تو انھوں نے بتایا کہ میرے موقف کی بنیاد یہ آیت تھی اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت معتدل بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور نبی ﷺ تم پر گواہ بنیں،،اس آیت کی وجہ سے میرا خیال یہ تھا کہ رسول اکرم ﷺ کی وفات اس وقت تک نہ ہو گی جب تک اس کے آخری فرد کے اعمال پر گواہ نہ بن جائے اس وجہ سے میں نے آپ کی رحلت کے وقت فوت نہ ہونے کا موقف اپنایا تھا کہ آپ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی۔حضرت عمرؓ نے اس آیت کے مفہوم میں یہ اجتہاد کیا کہ اس دنیا میں گواہی مراد ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخری وقت تک دنیا میں موجود ہیں جبکہ ابو بکرؓ اور دیگر صحابہؓ اس سے مختلف موقف اختیار کرتے تھے اب میں نے ان کی رائے سے اتفاق کر لیا۔

رسول اللہ ﷺ کی تدفین کی جگہ میں اختلاف

رسول اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد اس معاملے میں اختلاف ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کے جسد مبارک کی تدفین کہاں کی جائے کسی نے یہ کہہ دیا کہ مسجد نبوی میں کی جائے، کسی نے کہا کہ مسجد نبوی اور دیگر صحابہ کرام کے ساتھ کی جائے حضرت ابو بکرؓ ہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اکرم صلی وسلم سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کی جس مقام پر وفات ہوتی ہے وہی ان کا جسد مبارک دفن کیا جاتا ہے[3] جس مقام پر وفات ہوئی وہیں آپ ﷺ کی تدفین ہوئی جس سے دونوں قسم کے اختلافات جو کہ خطرناک صورت حال بھی پیدا کر سکتے تھے لیکن کتاب اللہ اور سنت کی طرف رجوع کرنے سے اختلاف ختم ہو گیا۔

مسئلہ خلافت میں اختلاف

رسول اکرم ﷺ کے بعد اس امر میں اختلاف ہو گیا خلیفہ مہاجرین میں سے ہو یا انصار میں سے ایک ہو یا دو جلیل القدر صحابہ کرامؓ نے معاملے کی نزاکت کو جلدی واپس لیا اور صورتحال کو سنبھالا دے دیا سب نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور یہ معاملہ ختم ہو گیا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے درمیان فقہی جزئیات میں اختلاف

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے درمیان بہت سے معاملات میں اختلاف ہوا ایک معاملہ زمین کی تقسیم کا بھی تھا حضرت ابو بکرؓ کا موقف یہ تھا کہ وہ زمین مجاہدین میں تقسیم کی جائے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھا حضرت عمر نے عراق کی فتح کے بعد یہ موقف اختیار کیا کہ یہ زمین مجاہدین میں تقسیم نہیں کی جائے گی بلکہ وہاں کے مقامی باشندوں اور سرحدوں پر موجود مجاہدین کی ہو گی۔

---

[3] محمد بن عیسیٰ ترمذی، سنن ترمذی، (بیروت دار احیاالتراث) ص321 کتاب الجنائز باب 33 رقم حدیث 119

حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کا بعض مسائل میں اختلاف رائے

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کتاب وسنت سب سے زیادہ علم رکھتے تھے اور جلیل القدر صحابی تھے اور رسول اکرم ﷺ کا غیر معمولی قرب حاصل تھا بعض صحابہ کرام انھیں نبی اکرم ﷺ کے خاندان کا ایک فرد شمار کرتے تھے حضرت عمر ؓ بھی ایک جلیل القدر فقیہ تھے اگرچہ بہت سے مسائل عبداللہ بن مسعودؓ کے درمیان اتفاق پایا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود دونوں میں اختلاف بھی رہا جیسا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نماز کی حالت میں دونوں ہاتھ گھٹنوں کے درمیان تطبیق رکھتے تھے اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے سے منع کرتے تھے، لیکن حضرت عمرؓ گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے اور گھٹنوں کے درمیان ہاتھ رکھنے سے منع کرتے تھے۔

"اسلام کے قرون اولی یعنی صحابہ کرامؓ، تابعین اور اتباع تابعین (ان قرون ثلاثہ کو ہی سلف کہا جاتا ہے) ایک طرف گمراہ ٹولوں کے ساتھ سلف نے کیا طرز عمل اختیار کیا اور دوسری طرف اپنے فقہی اختلافات کے معاملے میں کیا عمومی روش اختیار کی، یہ ہمارے لئے ایک بہترین نمونہ ہو سکتا ہے اور ایک متوازن منہج اپنانے کی بہترین بنیاد بھی"۔

"فروعات کے فہم واستنباط اور مسائلِ احکام سے متعلق نصوص کے جمع وتحقیق میں ائمہ ءدین کا جو اختلاف ہوا، اور اس سے پہلے کسی حد تک یہ صحابہ میں ہوا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں حضرت ابی بن کعبؓ اور عبداللہ ابن مسعود میں ایک مسئلہ میں باہمی اختلاف ہو رہا تھا حضرت عمر فاروقؓ نے سنا تو بہت غضب ناک ہو کر باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ افسوس رسول اللہ ص ﷺ کے اصحاب میں ایسے دو شخص جھگڑ رہے ہیں جن کی طرف لوگوں کی نظریں ہیں اور جن سے لوگ دین کا استفادہ کرتے ہیں ان کے اختلاف کا فیصلہ اس طرح فرمایا کہ صحیح بات تو ابی بن کعب کی ہے مگر اجتہاد میں کوتاہی ابن مسعود نے بھی نہیں کی پھر فرمایا اگر میں آئندہ ایسے مسائل میں جھگڑا کرتا ہوا کسی کو دیکھوں تو میں اسے سزا دوں گا۔

ان مسائل میں محاذ آرائی کی راہ اپنانا اور اپنے مذہب کیلئے تعصب رکھنا زیادتی ہے اور تفرقہ کی ایک صورت۔ حنفی، شافعی وغیرہ مذاہب کا اختلاف اُمت کے بڑے بڑے محدثین، مفسرین اور فقہاء کی نظر سے گزرا ہے۔ بلکہ امت کے بڑے بڑے محدثین اور مفسرین اور فقہاء خود حنفی، شافعی، مالکی وحنبلی، واہل حدیث واہل ظاہر مذہب رکھتے رہے ہیں۔ کسی نے نہ تو ان امور میں تعصب کی اجازت دی اور نہ یہ مطالبہ کیا کہ ان فقہی مذاہب کو یکسر ختم ہونا چاہیے اور نہ اس بات کو فرض کیا کہ فقہی مسائل میں پوری اُمت کو ایک ہی رائے اور ایک ہی فہم اور ایک ہی مذہب پر جمع ہونا چاہیے۔ ائمہ ٔ دین نے ان مسائل میں اختلاف ہو جانے کی گنجائش رکھی البتہ تعصب کی ممانعت کی"۔

"صحابہ کرام کے دور سے بہتر کوئی دور اس اُمت پر نہیں آ سکتا۔ نصوص کے فہم میں اختلاف صحابہ میں بھی ہوا حتیٰ کہ خود رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہوا اور آپ نے بعد والی نسلوں کو سمجھانے کیلئے کہ دین میں اس کی گنجائش ہے، اس پر سکوت فرمایا۔ جبکہ ہم سب جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کسی بات سے سکوت فرمانا باقاعدہ شریعت ہے"۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے

"عن ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الأَحْزَابِ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمْ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّي لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذَلِكَ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ"۔

" عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، کہا: رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب کے روز منادی فرمائی کہ کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے ہاں (پہنچ کر)۔ تب بعض لوگوں کو عصر راستے میں ہو گئی بعض نے کہا ہم تو بنی قریظہ کے ہاں پہنچنے سے پہلے نماز نہ پڑھیں گے۔ جبکہ دوسرے لوگ کہنے لگے ہم تو پڑھ لیں گے آپ کا ہمیں (کہنے کا) یہ مطلب نہ تھا۔ پھر اس بات کا آپ ﷺ کے پاس ذکر کیا گیا تب آپ نے فریقین میں سے کسی ایک کو بھی سرزنش نہ کی"۔

اسی طرح علامہ سہیلی اس کی وضاحت میں کہتے ہیں:

"قَالَ السُّهَيْلِيُّ وَغَيْرُه. فِي هَذَا الْحَدِيث مِنْ الْفِقْه أَنَّهُ لَا يُعَاب عَلَى مَنْ أَخَذَ بِظَاهِرِ حَدِيث أَوْ آيَة, وَلَا عَلَى مَنْ اِسْتَنْبَطَ مِنْ النَّصّ مَعْنًى يُخَصِّصهُ"۔ [5]

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس شخص کی کوئی مذمت نہیں ہو گی جو کسی حدیث یا آیت کے ظاہری معنی سے استدلال کرے اور نہ ہی کسی ایسے شخص کی عیب جوئی ہو گی جو کسی ایسے معنی سے استنباط کرے جو اس کی کوئی خاص مراد متعین کر دے۔

"وَقَدْ اِسْتَدَلَّ بِهِ الْجُمْهُور عَلَى عَدَم تَأْثِيم مَنْ اجْتَهَدَ لِأَنَّهُ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُعَنِّف أَحَدًا مِنْ الطَّائِفَتَيْنِ, فَلَوْ كَانَ هُنَاكَ إِثْم لَعَنَّفَ مَنْ أَثِمَ"۔ [6]

"جمہور علماء نے مذکورہ حدیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ جو آدمی اجتہاد کرے اس کو گناہ گار نہ ٹھہرایا جائے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فریقین میں سے کسی ایک کو بھی بُرا یا غلط نہ کہا۔ چنانچہ اگر یہ گناہ ہوتا تو آپ اس فریق کو ضرور تنبیہ کرتے جس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہوتا"۔

[4] عسقلانی، احمد بن علی بن حجر الشافعی (773-852ھ/ 1372-1449ء)۔ فتح الباری، شرح صحیح البخاری۔ (لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیہ) 1401ھ/ 1981ء، رقم الحدیث 1645۔

[5] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، شرح صحیح البخاری، رقم الحدیث: 1645

[6] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، شرح صحیح البخاری، رقم الحدیث 288:219:

قرون اولیٰ میں آداب اختلاف

"اختلاف پیدا ہونا ایک فطری امر ہے کیونکہ جب بھی مختلف اذہان طبیعتوں اور میلانات کے حامل افراد کسی معاملہ پر رائے دیں گے تو ان میں اختلاف رائے ضرور پیدا ہوگا"۔

عہد نبوی میں آداب اختلاف کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

"صحابہ کرام کی حتی الوسع کوشش ہوتی تھی کہ اختلاف پیدا نہ ہو اس لیے وہ فرضی مسائل اور جزیات نکالنے سے بالعموم گریز کیا کرتے تھے"۔[7]

اور صرف پیش آمدہ واقعات کا سنت نبوی کی روشنی میں حل بتاتے تھے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر پیش آمدہ واقعہ کے عمل پر اکتفا کیا جائے تو اس کی صورت میں بحث و مباحثے کا امکان بہت کم رہ جاتا ہے چہ جائیکہ بغض وعناد کی صورتیں پیدا ہوں۔

"اختلاف سے بچنے کی تمام تدابیر اختیار کرنے کے باوجود اگر اختلاف واقع ہو جاتا ہے تو مختلف فیہ معاملے کا فوراً کتاب اللہ اور رسول اکرم ﷺ کی سنت کی روشنی میں جائزہ لیتے نتیجتاً وہ اختلاف فوراً دور ہو جاتا"۔

"کسی معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول کا حکم معلوم ہونے کے بعد وہ فوراً سر تسلیم خم کر دیتے اس کی پابندی کرنا ان کا شیوہ تھا"۔

"جو امور میں تعمیل کے متحمل ہوتے ان میں صحابہ کے مابین اختلاف رائے کی صورت میں حضور اکرم ﷺ ان کی رہنمائی فرماتے پر اختلاف رائے کی صورت ہر فریق کو یہ احساس بھی رہتا کہ اس کے دوسرے بھائی کی رائے میں بھی اسی طرح درستگی کا امکان موجود ہے جتنا اس کے اپنے خیال کے مطابق اس کی اپنی رائے میں ہے یہ احساس بذات خود اس بات کا ضامن تھا کہ ایک دوسرے کے احترام پر کوئی آنچ نہ آنے دی جائے اور کسی رائے کے رد یا قبول کرنے کے بارے میں بے جا اصرار نہ کیا جائے"۔

"وہ تقوی کا دامن تھامے رہتے اور نفسانی خواہشات سے اجتناب کرتے چنانچہ اختلاف کرنے والوں کا منتہائے مقصود صرف حقیقت تک رسائی ہی ہوتا قطع نظر اس سے کہ کسی حقیقت کا اظہار اس کی اپنی زبان سے ہو رہا ہو یا اس کے بھائی کی زبان سے وہ اسلام کے عمومی آداب کی پابندی کرتے ہوئے دوران گفتگو اچھے الفاظ کا انتخاب کرتے جارحانہ اور تخت طرز تکلم سے گریز کرتے۔ اور دوسرے کی بات بغور سنتے"۔

"صحابہ کرامؓ خواہ مخواہ کے جھگڑے سے حتی الوسع پرہیز کرتے"۔[8]

عہد رسالت کے اس عہد خلافت راشدہ میں بھی اختلاف کے لئے آداب کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا مثلاً جہاں تک ممکن ہوتا صحابہ کرام اختلاف سے بچنے کی کوشش کرتے اور ان کی شدید خواہش اور کوشش ہوتی کہ اختلاف سرے سے پیدا ہی نہ ہو۔

---

[7] عبدالہ ابڑو، اہل علم کا سلیقہ اختلاف، (اسلام اباد شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی) ، ص45

[8] عبدالہ ابڑو، اہل علم کا سلیقہ اختلاف، ص65:66

"جب اختلاف کے معقول اسباب ہوتے (جیسے کہ سنت یا حدیث کے بارے میں معلومات میں کمی بیشی یا کسی نص کے فہم میں اختلاف) تو وہ حدود اختلاف سے آگے نہ بڑھتے اور ان بات فورا قبول کر لیتے اور اپنی غلطی کے اعتراف میں کوئی عار محسوس نہ کرتے صحابہ کرامؓ علم و فضل اور تفقہ کے حامل حضرات کا بہت احترام کرتے تھے اور کوئی اپنے مرتبے سے آگے نہ بڑھتا تھا ہر ایک کو خیال ہوتا کہ رائے ایک مشترکہ معاملہ ہے ہو سکتا ہے کہ جو رائے اس نے اختیار کی ہے وہ درست ہو جس کی وجہ سے اسے ترجیح دیتا ہے البتہ وہ اس امکان کو بھی نظر انداز نہیں کرتا کہ اس کے بھائی کی رائے جیسے وہ مرجوع (کمزور) مجھ رہا ہے ممکن ہے وہی صحیح ہو"۔

وہ اسلامی اخوت اور بھائی چارے کو جس کے بغیر دین کا قیام ممکن نہیں اسلام کی بنیاد سمجھتے تھے اور اسے اجتہادی مسائل میں اتفاق و اختلاف سے زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

اعتقادی مسائل میں اختلاف نہیں ہوا کرتا تھا۔ اختلاف صرف فروعی مسائل تک محدود رہتا۔

"قراء اور فقہاء کی حیثیت سیاسی قیادت کی طرح نمایاں ہوا کرتی تھی ہر ایک کا معروف اور غیر متنازعہ مقام و مرتبہ ہوا کرتا تھا۔ اگر کوئی کسی کی لغزش کی نشاندھی کرتا تو اسے ایک طرح کا تعاون سمجھا جاتا نہ کہ عیب جوئی یا بے جا تنقید"۔ [9]

یہ بات تو واضح ہے کہ صحابہ اور مابعد نے اپنی کسی بات کو حرف آخر نہیں سمجھا اور نہ ہی اختلاف کرنے سے منع کیا گیا۔ اس لیے ہماری تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ فقہا میں بھی اختلاف ہوا اور یہی معاملہ علم حدیث کا ہے جہاں دیگر محدثین جن کا زاویہ نظر اور قبولیت حدیث کا معیار امام بخاری سے مختلف تھا یہ اختلاف نہ ہوتا تو حدیث اور فقہ کا مواد جو بعد میں وسعت اختیار کر گیا بہت محدود ہوتا۔ یہی معاملہ دیگر علوم کا ہے مگر اس اختلاف کی برکت سے ہمارا علم وسیع ہو گیا۔ ائمہ فن میں اختلاف کا سبب یہ تھا کہ اپنے کام کو ایک علمی کام سمجھتے تھے کبھی خود کو حق قرار نہیں دیتے تھے۔ خود اس معاملے میں امام شافعی کا یہ قول ہے کہ انہوں نے کہا میری رائے درست ہے اگرچہ کوئی غلطی کا امکان رکھتی ہے اور دوسرے شخص کی بات غلط ہے اگرچہ اس کے درست ہونے کا احتمال موجود ہے۔ یہاں یہ بھی ذہن میں رہنا چاہیے کہ بعض اوقات مسئلہ صحیح اور غلط کا ہوتا ہی نہیں اس معاملے کو دیکھنے کے لیے ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ بعض اوقات معروضی حالات کی بنا پر ایک بات زیادہ درست ہو سکتی ہے دوسرے حالات میں دوسرے کی بات زیادہ قابل عمل ہو جاتی ہے بعض اوقات حقیقی علم اور استعداد نتائج فکر میں فرق پیدا کر دیتے ہیں۔

[9] ابن جریر طبری، تفسیر طبری، (مترجم: مولانا ظہور الباری اعظمی، (لاہور دار العلم)، ص542۔

فرقہ واریت کی ممانعت

لغت میں فرق کے معنی "جدا کرنا، علیحدہ کرنا، اور الگ الگ، کرنے کے ہیں"۔[10]

القاموس میں لفظ فرقہ کے معنی "پھوٹ" کے بیان ہوئے ہیں۔[11]

"لفظِ فرقہ کا معنی گروہ اور جماعت کے ہیں۔ یہ لفظ (فرق) سے مشتق ہے، جس کے معنی الگ کرنا/جدا ہونا ہے. دوسرے الفاظ میں فرقہ کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ فرقہ کسی بھی مذہب، جماعت (سیاسی یا مذہبی) یا گروپ کا ذیلی حصہ ہوتا ہے جو اپنے الگ خیالات و نظریات کی وجہ سے الگ جانا جاتا ہے"۔

"کسی جماعت یا اجتماعیت کا مختلف گروہوں میں تقسیم ہونا۔ بڑے گروہوں کو فرقہ کہتے ہیں اور چھوٹے گروہوں کو طائفہ کہتے ہیں"۔[12]

اس مفہوم کی تائید قرآن مجید سے اس طرح ہوتی ہے۔

"فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ"[13]

"تو ان میں سے ہر ایک گروہ (یا قبیلہ) کی ایک جماعت کیوں نہ نکلے کہ وہ لوگ دین میں تفقہ (یعنی خوب فہم و بصیرت) حاصل کریں"۔

شجاعت ترمذی کے بقول:

"جب فرقے باہم متصادم ہوں اور نزاعی نقطہ نظر پر ایسی استقامت اختیار کی جائے جو فرقہ کو مذہب کی ایک ممکن تعبیر کی بجائے عین مذہب بناڈالے اور باہم اشتراک و اتحاد کی کسی صورت، کسی بنا تک گروہ نہ پہنچ سکیں تو یہ فرقہ پرستی کہلائے گی"۔[14]

فرقہ واریت سے مراد یہ ہے کہ اپنے مذہب یا گروہ کی طرف داری کرتے ہوئے تعصب اور تنگ نظری سے کام لینا اور دوسرے مذہبی گروہوں کی مخالفت کرنا وغیرہ۔

قرآن مجید میں بہت سارے مقامات پر فرقہ واریت کی نہ صرف مزمت کی گئی ہے بلکہ فرقہ واریت میں پڑنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے

---

[10] اصفہانی راغب، مفردات القرآن، (لاہور: اہلحدیث اکادمی کشمیری بازار)، ص 793

[11] وحید الدین کیرانوی، القاموس الاصطلاحی، (کراچی دار الاشاعت اردو بازار)، ص 351

[12] قاسم محمود، اسلامی انسائکلوپیڈیا، (کراچی: شاہکار بک فاؤنڈیشن)، ص 1156۔

[13] التوبۃ 122

[14] عارفی، شجاعت ترمذی، فرقہ واریت ایک تجزیہ، (لاہور دائرہ الفکر)، ص 27۔

"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا"۔[15]

" اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو اللہ کی اس مہربانی کو جو تم پر کی گئی جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پس الفت ڈال دی اللہ نے تمہارے دلوں میں تو بن گئے تم اللہ کی اس مہربانی سے بھائی بھائی"۔

اس آیت میں پہلے تو حکم دیا گیا ہے کہ :" حبل اللہ یعنی قرآن وسنت پر مجتمع اور متحد ہو جاؤ اس لیے کہ امت کی وحدت اور ملت کے اتحاد کی بنیاد یہی ہے۔اس کے بعد کہا گیا ہے کہ آپس میں پھوٹ نہ ڈالو فرقوں اور گروہوں میں اس طرح نہ بٹو کہ ملی اتحاد کا شیرازہ بکھر جائے اور تم اتحاد ملت کی بنیادوں پر متحد و مجتمع ہونے کی بجائے متفرق اور منتشر ہو جاؤ اس طرح دورِ جاہلیت کی حالت یاد دلائی گئی ہے کہ تمہارے درمیان دشمنیاں اور جتھہ بندیاں تھیں اور قبائل و گروہی عداوتیں اور عصبیتیں تھیں جو اسلام کی وجہ سے ختم ہو گئیں اور تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے تو اب اسلام لانے کے بعد اور دین واحد پر متحد ہو جانے کے بعد اگر دوبارہ تم نے اتحاد ملت کی بنیادوں کو نظر انداز کر کے باہمی تفرق کی روش اختیار کی اور وہی پرانی قبائلی جتھہ بندیاں اور دشمنیاں شروع کر دیں تو اخوت والفت کی نعمت سے محروم ہو جاؤ گے۔اس آیت کے شان نزول اور سیاق وسباق اور کلمات کے معانی تینوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس جگہ تفرق سے مراد وہ جتھہ بندی اور فرقہ بندی ہے جو صرف حسد وعناد اور گروہی عصبیت پر مبنی ہو"۔

امام ابن جریر نے بھی آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے:

"ولا تفرقوا عن دین اللہ وعهده الذی عهد الیکم فی کتابه من الائتلاف والا جتماع علی طاعته وطاعة رسوله صلی اللہ علیه وسلم"۔[16]

"اور الگ نہ رہو اللہ کے دین سے اور اس کے عہد سے جو اس نے اپنی کتاب میں تم سے لیا ہے کہ آپس میں الفت ومحبت کا رویہ اختیار کرو اور اللہ ورسول کی اطاعت پر (حبل اللہ پر) متحد و مجتمع ہو جاؤ۔"

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ :

"ان اموالکم واعراضکم ودمائکم حرام علیکم کحرمة یومکم هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا"۔[17]

---

[15] آل عمران 103

[16] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث۔السنن، مکتبہ المصطفیٰ البابی، (قاہرہ، مصر)، رقم الحدیث:1215

[17] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، رقم الحدیث:1215

"اے لوگو! تمہارے اموال، تمہاری ناموسیں، تمہارا خون۔۔۔ سب تم پر حرام ہیں ویسے ہی جیسا کہ آج یہ مہینے (ذیقعدہ، ذی الحجۃ، محرم الحرام وغیرہ) اور یہ شہر قابل احترام ہیں"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلمان اپنے باہمی اختلافات کو مٹا کر ایک امت بن جائیں یہی دور جدید کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ آج اگر مسلمان اپنا مذہبی، قومی اور علمی تشخص کو اجاگر کرلے تو کوئی بھی قوم انھی اس دنیا میں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

فرقہ واریت کے نقصانات

اسلام میں فرقہ واریت کے نقصانات کے حوالے سے ہمیں بنیادی تعلیمات ملتی ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ"۔ (1)[18]

"اور اللہ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر و سہار رکھو یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے تفرقہ اور اختلاف کے نقصانات بیان کیے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

باہمی اختلاف کی وجہ سے تمہارے دل کمزور اور بزدل ہو جائیں گے، ایمان کمزور ہوگا اور دشمن کا رعب اور دبدبہ قائم ہو گا۔ مسلمان منتشر ہو کر کمزور ہو جائیں گے اور یہ انتشار انھیں تاہ و برباد کردے گا۔ اگر مسلمان متحد ہو کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ تو مسلمان اس اتحاد کی وجہ سے طاقتور ہو جائیں گے اور دشمن کے دل میں بھی ڈر اور خوف پیدا ہو جائے گا۔

خلاصہ

ملت اسلامیہ میں بالعموم اور پاکستانی قوم میں بالخصوص فرقہ پرستی اور تفرقہ پروری اس حد تک سرایت کرچکی ہے کہ نہ صرف اس کے خطرناک مضمرات کا کماحقہٗ احساس وادراک ہر شخص کے لئے ضروری ہے بلکہ اس کے ازالہ کے لیے موثر منصوبہ بندی کی بھی اشد ضرورت ہے ہمارے گردو پیش تیزی سے جو حالات رونما ہو رہے ہیں ان کی نزاکت اور سنگینی اس امر کی متقاضی ہے کہ ہم حالات کی سنگینی کا جائزہ لیں اور اپنے درمیان سے نفرت، بغض اور نفاق جیسی بیماریوں کا قلع قمع کر کے باہمی یک جہتی کے ساتھ اور اتحاد بین المسلمین کو فروغ دینے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ ہماری بقا اور فلاح کا راز اسی میں مضمر ہے اُمت مسلمہ اور بالخصوص پاکستانی قوم کو درپیش مسائل کا ادراک کیا جائے۔ تمام مسلم اقوام بالعموم اور پاکستانی قوم بالخصوص دینی، سیاسی اور اقتصادی میدان میں اپنی ایک حیثیت رکھتی ہے۔ تاریخ میں ان کا ایک خاص مقام ہے اور ان کی ازلی جڑوں کو ہلانا اور اُنہیں حقیر سمجھنا کسی طور ممکن نہیں۔ یہی ایک عظیم مناسبت ہے جو دنیا کے تمام مسائل میں مسلم اُمہ کے

[18] الانفال: 46

کردار کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ قوم، ملک اور انسانوں کا امن وامان اور معاشروں کا استحکام ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ ہمیں اپنی آنکھیں کھلی رکھنا ہوں گی۔ اُمتِ مسلمہ کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ملک اور معاشرے میں امن کا داعی بن جائے۔ تشدد، تخریب کاری اور ناحق خون بہانے کی بجائے معاشرہ کے جان ومال کا محافظ اور تعمیر وترقی کا علمبردار بنے اور معاشرے میں ایک سود مند عضو کی حیثیت سے زندگی بسر کرے۔ وہ اپنے معاشرے کا ایسا کارآمد انسان بن جائے کہ معاشرے میں سیاسی، اقتصادی اور دینی استحکام اس کا اوّلین نصب العین ٹھہرے۔

فرقہ واریت اور اختلافات کے خاتمے کے لیے تجاویز

*اتحاد واخوت کو فروغ دیا جائے باہمی

* تنقید محض کی بجائے تعمیری تنقیدی اسلوب اختیار کیا.

*مفاہمانہ پالیسی کے ذریعے باہمی غلط فہمیوں کا خاتمہ کیا جائے.

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ باہمی اختلافات کو ختم کر کے باہم متحد ہو جائیں اور دین کی سربلندی کے لیے مل کر کوشش کرنی چاہیے۔ اسلام دشمن عناصر کی منفی سرگرمیوں کا جواب کالص علمی، تحقیقی اور تعمیری انداز مین دیا جائے تاکہ اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے معاشرے میں امن وامان کو قائم کیا جا سکے اور بین المذاہب ومسالک میں رواداری رویوں کو بھی فروغ دیا جا سکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)